وفیات عظیمہ

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ

۱۹ھ ــــــــــ ۹۴ھ

از مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور

(۲)

زیرکی و عقلمندی آپ بڑے سمجھدار و عقل مند تھے۔ امام ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں:۔

کان من افاضل اھل المدینۃ و عقلائھم۔ ؎	آپ مدینہ کے اصحاب فضل اور اہل عقل میں سے تھے۔

آپ کی عقلمندی و دانائی کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے:۔

آپ اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبد الملک کے پاس گئے۔ ایک دن موقعہ پاکر کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے میرے بھائی کی تلوار دے دیں۔ عبد الملک کہنے لگا وہ تلواروں کے ڈھیر میں پڑی ہے اور مجھے اس کی پہچان نہیں ہے۔ آپ فرمانے لگے جب تلواریں میرے پاس آجائیں گی تو میں اسے پہچان لونگا۔ عبد الملک نے تلواریں لانے کا حکم دیا جب آپ کے سامنے ڈھیر کر دی گئیں۔ تو آپ نے ایک دندانہ دار تلوار پکڑلی اور فرمایا یہ میرے بھائی کی تلوار ہے۔ عبد الملک نے پوچھا۔ آپ اسے پہلے پہچانتے تھے؟ بولے "نہیں"۔ وہ کہنے لگا۔ "تو پھر اس کو کیسے پہچانا؟" فرمایا "نابغہ ذبیانی کے اس قول کی وجہ سے پہچانا ہے ؎

ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم　　بھن فلول من قراع الکتائب ؎

میرے ممدوحین میں بجز اس کے اور کوئی عیب نہیں کہ لشکروں کے کاٹنے کے باعث ان کی تلواروں میں دندانے پڑ گئے ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت عبد اللہ کی شہادت کے بعد عبد الملک نے آپ سے کہا عروہ! اپنے والد زبیرؓ کی تلوار پہچانتے ہو؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ بولا اس میں کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا

؎ تہذیب التہذیب صفحہ ۱۸۴ ؎ ابن خلکان صفحہ ۳۱۷ ج ۱۔

اس میں دندانہ ہے، جو جنگ بدر میں اس کی دھار میں واقع ہو گیا تھا۔ عبدالملک نے کہا۔ "آپ ٹھیک کہتے ہیں" رع

بھن فلول من قراع الکتائب

پھر اس نے یہ تلوار آپ کے حوالے کر دی۔ آپ کے صاحب زادے ہشام کا بیان ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد ہم سب بھائیوں نے اس کی قیمت تین ہزار روپے مقرر کی ہم میں سے ایک نے یہ قیمت ادا کر کے تلوار اپنے قبضہ میں کر لی۔ کاش! میں اسے خرید لیتا[1]

ہو سکتا ہے یہ وہی تلوار ہو جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس وقت حضرت عبداللہ کے قبضے میں ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب کی گئی ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دوسری ہو۔ واللہ اعلم!

سفر شام اور رنج و محنت کا آغاز مورخین کا بیان ہے کہ آپ اپنی کسی حاجت کے لیے ولید بن عبدالملک کے پاس دمشق گئے۔ ابھی کچھ زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ آپ کے پاؤں میں ایک خبیث ورم نمودار ہوا۔ خیال نہیں تھا کہ یہ کوئی خطرناک صورت اختیار کرے گا اس لیے واپس آنے کی بجائے آپ نے اپنے مقصد کی طرف سفر جاری رکھا۔ مگر یہ زخم بڑا ہی ہولناک ثابت ہوا۔ اس نے دمشق پہنچتے تک آپ کی نصف پنڈلی کھالی۔ ولید کے پاس پہنچے تو اس نے ماہر فن اطباء کو جمع کیا۔ سب نے بالاتفاق پاؤں کاٹنے کا مشورہ دیا ورنہ بصورتِ دیگر یہ زخم ساری ٹانگ کھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے آگے ترقی کر کے سارے بدن کو اپنی لپیٹ میں لے لے اور جان کے لالے پڑ جائیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر آپ نے بھی اطبا کی رائے سے اتفاق کیا اور پاؤں کٹوانے کے لیے رضامند ہو گئے۔ جب ضروری سامان مہیا ہو گیا تو اطباء نے درد کا احساس کم کرنے کے لیے پہلے آپ کو کوئی خواب آور دوائی کھلانا چاہی مگر آپ نے ایسی کوئی بھی دوائی کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی عقلمند ایسی چیز کھانے پر تیار ہو گا جو اس کی عقل کو ضائع کر دے اگر آپ احتیاطاً کچھ ایسا انتظام ضروری سمجھتے ہیں تو اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ مجھے نماز شروع کر لینے دیں پھر مجھے درد کا احساس نہیں ہو گا۔ راوی کا بیان ہے آپ نے نماز شروع کر دی اور اطباء نے ماؤف جگہ سے اوپر (تاکہ بیماری کا احتمال نہ رہے) گھٹنے کے پاس سے آری کے ساتھ آپ کی ٹانگ کاٹ دی۔ واللہ! آپنے نہ تو کوئی جھرجھری لی اور نہ چیخ و پکار کی آواز آپ کے منہ سے نکلی[2]

---

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری ص۱۱ جز ۱۶ [2] البدایہ ص ۱۰۲/۹ ج

یہ ساری تکلیف آپ نے اس صبر و سکون سے برداشت کی گویا کچھ ہوا ہی نہیں حتیٰ کہ ولید کو جو اس مجلس میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا اس وقت پتہ چلا جب آپ کی ٹانگ کو داغ دینے کے لیے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا اور گوشت کے جلنے کی بُو اس کے دماغ میں پہنچی۔[1] جب مرہم پٹی ہو چکی اور آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ولید نے آپ کی ٹانگ کے بارے میں تعزیت کی۔ آپ نے فرمایا خدایا! تیرا شکر ہے میرے چار اعضاء تھے۔ ایک تو نے لے لیا ہے۔ اگر ایک لیا ہے تو تین باقی بھی چھوڑے ہیں۔ اب اگر تو نے مصیبت دی ہے تو ایک طویل عرصہ تک صحت سے بھی نوازا ہے۔ جو تو نے لے لیا ہے اور جو تو نے عطا فرمایا ہے اس پر تیرا شکر ہے۔[2]

ایک روایت میں ہے پاؤں کاٹنے سے پہلے طبیب نے کہا تھوڑی سی شراب پی لیجئے تاکہ ناقابلِ برداشت درد کی وجہ سے زیادہ تکلیف نہ ہو۔ فرمانے لگے۔ میں جس علاج میں اللہ تعالیٰ سے صحت کی امید کرتا ہوں، حرام سے مدد لینا نہیں چاہتا۔ طبیب نے کہا پھر کوئی اور خواب آور دوائی استعمال کر لیجئے فرمایا میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میرا کوئی عضو کٹے اور مجھے درد کا احساس نہ ہو۔ میں درد کے حصول میں ثواب کا امیدوار ہوں۔ پھر جب پاؤں کاٹنے کا وقت آیا تو چند مضبوط آدمی بلائے گئے پوچھا یہ لوگ کیوں آئے ہیں؟ اطبا نے کہا۔ یہ آپ کو پکڑیں گے کیونکہ شدتِ درد کی وجہ سے آدمی کا صبر و قرار جواب دے جاتا ہے۔ فرمانے لگے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ چھری سے تمام گوشت کاٹا گیا۔ ہڈی پر آری چلائی گئی اور آپ نماز، تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے۔ جب آپکا پاؤں داغ دینے کے لیے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا تو آپ پر معمولی غشی طاری ہوئی مگر جلد ہی ہوش میں آ گئے طبیب کے ہاتھ میں پاؤں دیکھ کر منگوایا اور اپنے ہاتھ میں لے کر ادھر ادھر سے دیکھا اور فرمانے لگے اس خدا کی قسم! جس نے اتنی عمر مجھے تیرے ذریعہ چلنے کی قدرت عطا فرمائی وہ جانتا ہے کہ میں تجھ پر چل کر کبھی کسی حرام کی طرف نہیں گیا۔[3]

مزید تکالیف آپ کی آزمائش اور مصیبت کا اسی پر خاتمہ نہیں ہوا بلکہ اسی ابتلاء میں جب کہ آپ کو ہر طرح کے آرام اور سکونِ قلب کی سخت حاجت تھی۔ آپ کو اس سے بھی زیادہ دل گداز اور روح فرسا صدمہ پیش آیا۔ کہ آپکا بڑا لڑکا محمد جو آپ کا رفیقِ سفر تھا اور جس سے آپ کو بے حد محبت تھی، مکان کی چھت سے اصطبل میں گرا۔ اسے گھوڑوں نے اپنے پاؤں تلے کچل دیا اور وہ موقعہ پر ہی جاں بحق ہو گیا۔ لوگوں نے آکر اطلاع دی تو اس

---

[1] ابن خلکان ص ۳۱۶ ج ۱ [2] البدایہ ص ۱۰۲ ج ۹ [3] ابن خلکان ص ۳۱۶ ج ۱

محمد عصبرنے فرمایا اللہ تیرا شکر ہے۔ یہ سات عمائی ہیں۔ ایک تو نے لے لیا ہے اور چھ کو باقی چھوڑا ہے اگر تو نے مصیبت میں مبتلا کیا ہے تو دیر تک خیر و عافیت سے بھی رکھا ہے۔ اگر تو نے لے لیا ہے تو عطا بھی تو نے ہی کیا ہے۔[1]

تسلیم و رضا جب آپ نے اپنے کام سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف رجعت فرمائی تو تسلیم و رضا کا یہ حال تھا کہ آپ نے قطعاً اپنے پاؤں یا اپنے بیٹے کا ذکر نہیں کیا جب وادی القریٰ میں جہاں آپ کے پاؤں میں تکلیف شروع ہوئی تھی پہنچے تو صرف اتنا کہا:۔

لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا — ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

جب آپ مدینہ شریف پہنچے تو لوگ آپ کے پاؤں کے کٹنے اور بیٹے کی وفات پر تعزیت کرنے کے لیے آئے۔ اسی دوران میں کسی نے کہا بعض کا خیال ہے کہ آپ سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی آپکو یہ سزا ملی ہے اس پر آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

لعمرك ما اهويت كفي لريبة — ولا حملتني نحو فاحشة رجلي

واللہ! میں نے کسی مشکوک چیز کی طرف کبھی اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا اور نہ کسی بے حیائی کی طرف میرے پاؤں مجھے اٹھا کر لے گئے ہیں۔

ولا قادني سمعي ولا بصري لها — ولا دلني رأيي عليها ولا عقلي

نہ میرے کان اور آنکھ نے بے حیائی کی طرف میری رہنمائی کی اور نہ میری رائے اور عقل نے مجھے یہ راستہ بتایا۔

تعزیت آپ کے پاؤں کٹنے اور بیٹے کی وفات پر سب سے اچھی تعزیت وہ ہے جو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کی اس نے کہا واللہ! آپ کو اب چلنے کی ضرورت ہے نہ سعی و عمل کی حاجت۔ آپ کا ایک عضو اور ایک بیٹا جنت میں پہلے چلے گئے ہیں اور ان شاء اللہ کل بھی بعض کے پیچھے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لیے زندگی بخشی کہ ہمیں آپ کے علم اور مفید مشوروں کی ضرورت تھی جن سے ہم کسی طرح مستغنی اور بے نیاز نہیں تھے۔ خداوند کریم ہمیں اور آپ کو اس سے متمتع فرمائے آپ کو ثواب جزیل

---

[1] البدایہ ج ۹ ص ۱۰۲ [2] البدایہ ج ۹ ص ۱۰۳

عطا کرے، وہی آپ کے حساب کا کفیل ہے[1]

ایک عبرت انگیز واقعہ | بنو عبس کا ایک نابینا آدمی ولید کے پاس آیا۔ ولید نے اس سے آنکھیں ضائع ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا امیر المؤمنین! میں اپنی قوم کا امیر کبیر آدمی تھا ایک رات ایک وادی میں اترا ہوا تھا کہ سیلاب آیا اور میرا تمام مال و اسباب اور اہل و عیال بہا کر لے گیا۔ بجز ایک نو مولود بچے اور ایک اونٹ کے کچھ نہ بچا۔ اونٹ بڑا اڑیل تھا کسی طرح مجھ سے چھوٹ گیا میں بچے کو زمین پر لٹا کر اس کے پیچھے دوڑا۔ ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ بچے کی چیخ سنائی دی پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسے بھیڑیا اٹھا لے گیا ہے اور اس نے اس کا سر چبا ڈالا ہے جب کچھ پیش نہ گئی تو اونٹ کے پاس پہنچا۔ اسے پکڑنے لگا تو اس نے میرے منہ پر اس زور کی لات ماری کہ میرا چہرا ٹوٹ گیا اور آنکھیں جاتی رہیں۔ اب میرے پاس اہل ہے نہ اولاد ہے۔ مال و متاع ہے اور نہ آنکھیں ہیں۔ ولید یہ ماجرا سن کر بولا۔ اسے حضرت عروہ کی خدمت میں لے جاؤ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ دنیا میں ایسے بھی ہیں جن پر ان سے زیادہ آزمائشیں اور مصیبتیں آئی ہیں[2]

جود و سخا | آپ بہت بڑے فیاض تھے۔ غربا و مساکین کی اعانت اپنا فرض سمجھتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب کھجوریں تیار ہو جاتیں تو اپنے باغ کی دیوار توڑ دیتے لوگ آکر کھاتے اور حسب حاجت اٹھا کر بھی لے جاتے تھے پھل ختم ہونے کے بعد آپ دیوار کی پھر مرمت کر دیتے[3] آپ باغ میں داخل ہوتے تو نکلنے تک یہ آیت ورد زبان رہتی ولولا اذ دخلت جنتك قلت ما شاء الله لا قوة الا بالله[4]

مصر میں قیام | ابن یونس تاریخ الغربا میں لکھتے ہیں کہ آپ مصر تشریف لائے۔ بنو علہ کی ایک عورت سے شادی کی اور سات سال وہاں مقیم رہے[5]

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ زندگی کے کس حصہ میں وہاں تشریف لے گئے اور کیا شغل اختیار فرمایا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ آپ سفر شام سے پہلے ہی وہاں گئے ہوں گے اور تعلیم و تدریس ہی سے واسطہ رکھا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ؔ ابن خلکان ص ۳۱۷ ج ۱ ۲ؔ ایضاً ص ۳۱۶ ج ۱ ۳ؔ ایضاً ص ۳۱۷ ج ۱ ، البدایہ ص ۱۰۲ ج ۹

۴ؔ البدایہ ص ۱۰۳ ج ۹ ۵ؔ تہذیب التہذیب ص ۱۸۵ ج ۵ ۔

عقیق میں اقامت آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں مدینہ منورہ چھوڑ کر عقیق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ عبداللہ بن حسن اس کا سبب یوں بیان کرتے ہیں:۔

حضرت امام زین العابدین اور حضرت عروہ کا معمول تھا کہ ہر روز عشا کی نماز کے بعد مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھ جاتے اور دیر تک گفتگو میں مصروف رہتے۔ مجھے بھی ان کی مجلس میں حاضر رہنے کا شرف حاصل تھا۔ ایک دن بنو امیہ کے جور و جفا کا ذکر چھڑ گیا۔ دونوں بزرگ تغییر منکر کی استطاعت نہ ہونے کے باوجود ان میں گھل مل کر رہنے کے باعث عذاب الٰہی سے ڈرنے لگے کہ کہیں ہم بھی ظالموں کے ساتھ اس کی لپیٹ میں نہ آ جائیں۔ حضرت عروہ نے کہا اے علی! جو ظالموں سے ان کے اعمال بد پر انکار کی وجہ سے ایک میل بھی دور ہو جائے تو ان پر آنے والے عذاب سے اس کی نجات کی امید ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے اپنی رہائش عقیق میں اختیار کر لی[1]

ملفوظات آپ سے بہت سے ملفوظات طیبات منقول ہیں جو سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل اور اس لائق ہیں کہ انہیں مشعل راہ بنایا جائے۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) رُبَّ کلمة ذل احتملتها اورثتني عزا طويلا۔[2]	بہت دفعہ ایسا ہوا کہ میں نے ذلت کی بات برداشت کی لیکن مجھے اس سے دیر پا عزت حاصل ہوئی۔
(۲) قال لبنیه یا بنی لا یهدین احدکم الی ربه عز و جل ما یستحی ان یهدیه الی کریمه فان الله عز وجل اکرم الکرماء واحق من اختیر له[3]	اے میرے بیٹو! اللہ عز و جل کے نام پر وہ چیز نہ دو جسے اپنے عزیز کو دیتے ہوئے شرم محسوس کرو۔ اللہ عز و جل سب سے زیادہ لائق احترام ہے اور اس بات کا حق دار ہے کہ اس کے نام پر پسندیدہ چیز دی جائے۔
(۳) یا بنی تعلموا فانکم ان تکونوا صغار قوم عسی ان تکونوا کبارهم۔ واسوأتاه ما ذا اقبح	بیٹو! علم سیکھو۔ اگر آج تم قوم کے چھوٹے بچے ہو تو کل تم اس کے بڑے آدمی ہو گے ہائے بد نصیبی! بڑھا جاہل کتنا برا معلوم

[1] ابن سعد ج ۵ ص ۱۳۵۔ [2] حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۱۷۷۔ [3] ایضاً ج ۲ ص ۱۷۷

من شیخ جاھل۔ ۱؎ — ہوتا ہے۔

(۴) اذا رأیتم خلۃ شر رائعۃ من رجل فاحذروہ وان کان عند الناس رجل صدق فان لہا عندہ اخوات واذا رأیتم خلۃ خیر رائعۃ من رجل فلا تقطعوا عنہ ایاسکم وان کان عند الناس رجل سوء فان لہا عندہ اخوات ۲؎

جب کسی آدمی میں کوئی بدعادت دیکھو۔ تو خواہ وہ لوگوں کے نزدیک اچھا آدمی ہی ہو تم اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اس میں ایسی بد خصلتیں اور بھی ہوں گی۔ اور جب تم کسی میں کوئی نیک عادت دیکھو تو خواہ وہ لوگوں کے نزدیک برا ہو تم اس سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ اس میں ایسی اور بھی بہت سی نیک خصلتیں پائی جائیں گی۔

(۵) تعلموا العلم تسودوا بہ ویحتاجوا الیکم۔ ۳؎

علم سیکھو۔ اس کی وجہ سے تمہیں سرداری حاصل ہوگی اور لوگ تمہارے محتاج ہو جائیں گے۔

جب ان پر مسجد نبوی چھوڑ کر عقیق میں عزلت گزینی پر اعتراض کیا گیا تو فرمایا:۔

رأیت مساجدھم لاھیۃ واسواقہم لاغیۃ والفاحشۃ فی فجاجھم شائعۃ فکان فیما ھنالک عما فیہ عافیۃ ۴؎

میں نے ان کی مساجد کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی، بازاروں کو شوروشغب سے بھرپور اور گلی کوچوں کو بے حیائی سے معمور دیکھا تو اُس عزلت نشینی میں عافیت محسوس کی۔

اولاد و احفاد آپ صاحب اولاد تھے نو بیٹوں ——عبداللہ، عمر، اسود، یحییٰ، محمد، عثمان، ابوبکر، ہشام، عبیداللہ اور —— اور آٹھ بیٹیوں کے باپ تھے، جو مختلف بیویوں اور کنیزوں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ہشام بہت بڑے ثقہ، کثیرالروایۃ محدث اور اپنے وقت کے امام تھے۔ امام ابن شہاب زہری کے ہم مرتبہ تھے ۱۴۶ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ آپ کے ایک بیٹے محمد بن عروۃ اپنے چچا عبداللہ بن زبیر کے ساتھ بنو امیہ کے خلاف لڑے اور اپنے چچا کے ساتھ ہی

۱؎ صفۃ الصفوہ ج ۲ ص ۴۷ ۲؎ حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۱۷۷ ۳؎ تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۱۸۴ ۴؎ طبقات کبریٰ شعرانی ص ۲۷

جام شہادت نوش فرمایا [1]

آپ کے پوتے عمر بن عبداللہ بن عروہ محدث تھے۔ ان کو آپ سے سماع حاصل تھا۔ اور اپنے والد عبداللہ سے بھی روایت کرتے تھے۔ آپ کے پانچ بیٹوں عبداللہ، عثمان، ہشام، محمد اور یحییٰ کو بھی آپ سے سماع حاصل ہے دوسروں کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

تلامذہ آپ سے بے شمار لوگوں نے شرف تلمذ پایا۔ حافظ ابن حجرؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب تہذیب التہذیب میں آپ کے تلامذہ کی طویل فہرست دی ہے۔ چند قابل ذکر اسما درج ذیل ہیں:

سلیمان بن یسار۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمان۔ ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری۔ عبیداللہ بن عبداللہ۔ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم۔ ابوالزناد۔ ابن ابی ملیکہ۔ عطاء بن ابی رباح۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ عمرو بن دینار۔ محمد بن ابراہیم التیمی۔ محمد بن منکدر اور یحییٰ ابن ابی کثیر وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

وفات آپ نے ۷۵ سال عمر پاکر بروز جمعہ ۹۴ھ ہجری کو ولید بن عبدالملک کے عہدِ حکومت میں فرع کے قریب مجاح نامی جگہ میں (جہاں آپ کی زمین اور باغات تھے) داعیٔ اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور وہیں آپ کے جسدِ مبارک کو سپرد خاک کیا گیا۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ الکاملۃ

یہ کتابیں ضرور منگایئے

صحیح بخاری شریف مترجم من السطور فی پارہ دو روپے۔ صحیح مسلم شریف مترجم مع شرح نووی فی جلد ۸/-/- ابن ماجہ شریف اردو کامل ۱۲/-/- روپے۔ غنیتہ الطالبین کامل اردو دس روپے

رسالہ بیس آدمی ختم ہو گیا ہے۔ اب کوئی صاحب طلب نہ فرمادیں۔ رسالہ گیارھویں شریف معہ پانچویں شریف چھپکر آگیا ہے۔ ایک ایک آنے والے چار ٹکٹ بھیج کر طلب کیجئے۔

مکتبہ شعیب برنس روڈ کراچی ۱

مطبوعات المکتبۃ السلفیہ لاہور

سنن نسائی شریف عربی مع التعلیقات السلفیہ -/-/۴۰
حیات امام احمد بن حنبل مجلد (طبع دوم) -/-/۱۰
حیات شاہ ولی اللہ دہلوی مجلد -/-/۶
الفوز الکبیر عربی ٹائپ (زیر طبع) -/-/۳
دیوان حماسہ بحاشیہ مولانا اعزاز علی مرحوم (عربی) (عنقریب طبع ہو جائے گا) -/-/۱۲
اصول تفسیر اردو (از ابن تیمیہ) -/۱۲/-
پیارے رسول کی پیاری دعائیں -/۸/-

[1] تہذیب التہذیب ص ۱۸۴ ج ۷